شاہِ خوباں

علامہ صائم چشتی

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

عشقِ رسول میں ڈُوبی ہوئی کیف آور

اُردو نعتوں کا حسین مجموعہ

شاہِ خُوباں

بانئ شہرِ نعت، نائبِ حسان

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

Email.Chishtikutabkhana@gmail.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	شاہِ خوباں
موضوع	اُردو نعتیہ کلام
تصنیف لطیف	علامہ صائم چشتی
بار اول	مارچ 2004
تعداد	ایک ہزار
طابع	محمد شفیق مجاہد
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز

پیشکش

صائم چشتی نعت ریسرچ سینٹر

رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد نزد ملت کالج فیصل آباد

email.chishtikutabkhana@gmail.com

اِنتساب

عاشقانِ مصطفیٰ کے نام

صائم چشتی

نذرِ عقیدت

بحضور ابوین مصطفیٰ

صائم چشتی

تعارف مصنّف

مفسرِ قرآں، محققِ دوراں، فنافی الرسول، بانی شہرِ نعت

حضرت علامہ صائم چشتی علیہ رحمۃ اللہ

از:۔ محترم جناب نورالزماں نوری فاضل منہاج القرآن یونیورسٹی

حضرت علامہ صائم چشتیؒ اردو اور پنجابی کے معروف نعت گو شاعر، ادیب اور مترجم تھے وہ تمام عمر علم و ادب کے فروغ و اشاعت کیلئے مصروفِ عمل رہے بڑے بڑے نامور نعت گو شاعر ان کے شاگرد رہے ہیں۔

ولادت:۔

علامہ صائم چشتیؒ کی پیدائش دسمبر 1932ء میں ضلع امرتسر کے قصبہ ''گنڈی ونڈ'' میں ہوئی آپ کا تعلق شیخ برادری سے تھا۔ والدِ گرامی شیخ محمد اسماعیلؒ تجارت پیشہ کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ بھی رکھتے تھے اور گاؤں کی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔

تعلیم:۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور اپنے گاؤں ہی سے حاصل کی قرآن پاک ناظرہ کے علاوہ عربی اور فارسی کی بنیادی تعلیم بھی اپنے والد گرامی سے حاصل کی آپ چونکہ اپنے والدین کی پہلی نرینہ اولاد تھے اس لئے والد نے آپ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی۔ آپ نے پرائمری گنڈی ونڈ سے حاصل کی،

آپؒ نے دینی تعلیم کا آغاز جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مولانا سیّد منصور شاہ صاحب سے صرف ونحو پڑھتے ہوئے کیا۔ موصوف ہی سے آپ نے علوم متداولہ کی تمام کتب پڑھیں اور آٹھ سالہ درس نظامی کا کورس اپنی

ذہانت وفطانت کی بنا پر دوسال میں مکمل کرلیا۔ پھر دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی سے مکمل کر کے 1970ء میں دستارِ فضیلت اور سند حاصل کی دینی تعلیم کے علاوہ آپ نے طبیہ کالج سے طب یونانی میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔

شاعری میں مقام :۔

آپ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں نعت لکھتے تھے آپ کے اس جوہر کو فیصل آباد کے مذ ہبی ماحول میں اور جلاء ملی آپ کی لکھی ہوئی نعتیں شہر میں ہونے والی محافل میلاد اور عرسوں کی تقریبات میں پڑھی جا نے لگیں اس سے آپ کا نام شہر میں گونجنے لگا جو جلد ہی پورے ملک میں نعتیہ شاعری کے اعتبار سے مقبول ومعروف ہوگیا فیصل آباد میں ہونے والے پنجابی اوراردو کے مشاعروں میں شرکت کی تو ہر طرف سے داد پائی۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف زبانوں اردو، فارسی، عربی، پنجابی اور سرائیکی پر مکمل عبور تھا وہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والی ادبی تقریبات، محافل، میلاد، محافل نعت اور سیرت النبی کانفرنسوں میں شریک ہو تے اور اپنا کلام سنا کر داد حاصل کرتے۔

آپ نے فیصل آباد 1990ء کی دہائی میں ہنگامہ خیز ادبی تحریک شروع کی پنجابی بزمِ ادب کے وہ بانی تھے اس بزم کے پلیٹ فارم سے آل پاکستان مشاعرے، طرحی مشاعرے اور نعتیہ محافل ان کا طرۂ امتیاز تھا 1965 کی پاک بھارت جنگ کے بعد دھوبی گھاٹ کے گراؤنڈ میں ہونے والا ملک گیر مشاعرہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ تھا اس اجتماع میں ایک لاکھ کے قریب افراد نے شرکت کی اس سے پہلے یا اس کے بعد آج تک اتنی بڑی محفل مشاعرہ اس شہر میں منعقد نہیں ہوسکی آپ مشہور نعت گو شاعر دائم اقبال دائم کی مناسبت سے اپنا تخلص صائم لکھتے تھے۔

آپ کی نعتیہ شاعری اور شاگرد :۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف نعتیہ شاعری کی بلکہ ملک میں نعت گوشاروں اور نعت خوانوں کی اچھی بھلی جماعت تیار کی کئی شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے اصلاح لیتے تھے اردو اور پنجابی زبان کی اپنی لکھی ہوئی کتب کی تعداد ایک سو سے زائد ہے آپ پورے پاکستان کے شاعروں سے نعت لکھواتے اور ان کی

حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے مجموعوں کو شائع کرتے

آپ کے چشتی کتب خانہ پر ہر سال منعقد ہونے والی محفلِ نعت پاکستان بھر میں خصوصی شہرت کی حامل تھی اس محفل میں نعت پڑھنے کے لئے ملک کے سینکڑوں نعت خواں منتظر رہتے اور سٹیج پر آ کر نعت پڑھنا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

آپ بعض دفعہ ہلکے پھلکے مشاعرے اپنی دکان پر ہی کر ڈالتے داد دینے میں آپ نے کبھی بخل سے کام نہ لیا خصوصاً نوآموزوں کی خوب خوب حوصلہ افزائی فرماتے آپ کی دکان پر اکثر شاعروں اور نعت خوانوں کی مجلس رہتی نعت کے میدان ان کی خدمات کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ فیصل آباد کو شہر نعت بنانے میں آپ کا بہت بڑا کردار ہے ۔اسی لئے آپ کو بانئ شہر نعت کہا جاتا ہے۔شاعری میں آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن میں خاص طور پر درج ذیل اسماء گرامی محتاجِ تعارف نہیں ☆ جناب الحاج یوسف نگینہ صاحب ☆ الحاج طاہر رحمانی المعروف حافظ بجلی ☆ جناب عبدالستار نیازی ☆ جناب سید ناصر چشتی ☆ جناب محمد مقصود مدنی ☆ جناب یٰسین اجمل ☆ جناب جمیل چشتی ☆ جناب اقبال شیدا ☆ جناب قائد شرقپوری ☆ جناب سید خضر حسین شاہ ☆ جناب واصف بڈیانوی ☆ جناب بری نظامی ☆ جناب صدف جالندھری ☆ جناب بری نظامی ☆ محمد دین سائل ☆ کوثر علی چشتی ☆ محمد دین پروانہ گوجروی ☆ دلکش فیصل آبادی ☆ محمد یعقوب سفر ☆ محمد امین برق فیصل آبادی ☆ حکیم مشتاق احمد مشتاق ٹوبہ ☆ محمد اسلم شاہ کوٹی ☆ عبدالخالق تبسم ☆ محمد گلزار چشتی ☆ نذیر احمد راقم ☆ عبدالرشید ارشد ☆ محمد رمضان راشد ☆ عاشق علی حق اور ڈاکٹر محمد یونس ملتانی

آپ کی نعتوں میں غنائیت اور نغمگی آپ کے مزاج کا خاصہ ہے آج کل اکثر بڑے بڑے نعت خواں بڑی بڑی محافل میلاد میں آپ کی نعتیں پڑھ کر داد حاصل کر رہے ہیں۔

وصالِ پاک :۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور زندگی گزارتے ہوئے 22 جنوری 2000ء میں کورات کے وقت اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کی آپ کی نمازِ جنازہ میں شہر کے ممتاز علماء، شعراء، ادباء اور نعت خوانوں کے علاوہ کثیر تعداد میں عامۃ الناس نے شرکت کی۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں کے علاوہ تین بیٹوں کی نعمت سے نوازا بیٹوں کے نام یہ ہیں۔صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی، صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد صاحبزادہ محمد توصیف حیدر آپ کی اولاد

کے علاوہ کثیر تعداد میں نعت خواں اور شعراء آپ کے نام اور کام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

عرس مبارک :۔

ہر سال چودہ شوال المعظم کو آپ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے جامع مسجد سیّدنا حیدرِ کرار رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد میں منایا جاتا ہے ۔مزار مبارک کو غسل دیا جاتا ہے، رسمِ چراغاں ہوتی ہے، چادر پوشی، ختم شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ محفلِ سماع ،نعت خوانی اور علمائے کرام کے خطابات ہوتے ہیں اِن مبارک تقاریب میں ملک اور بیرون ملک سے مشائخ عظام شرکت فرماتے ہیں۔

زندہ شاعری

واردات اور تجربات کا ابلاغ و اظہار الفاظ سے ہی ممکن ہوتا ہے یہ ایک خوبصورت وسیلہ ہیں اور اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ الفاظ ہی ہیں جو شاعر کی دل کی کیفیت کو مجسّم صورت میں ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں، لفظ معنی، پیکر اور مغز ہیئت اور مطلب ایک دوسرے سے مربوط و مشروط ہوتے ہیں اِس میں کوئی شک نہیں کہ ادبی فن پاروں کی عظمت معانی کی نسبت سے متعین ہوتی ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی کی نعتوں میں اَدبی روایات کی پاسداری نظر آتی ہے اور ان کے ہاں بھی ایک صناعانہ حسن ملتا ہے جس میں فکر و تخیل کی روحانی فضا کو لفظوں میں پرو کر خوبصورت مالا تیار کی گئی ہے۔ خوبصورت تشبیہات و تراکیب ان کے نعتیہ کلام میں نئے رفیق تخلیق کرتی ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی کی شاعری لفظ و معنی کی ہم آہنگی میں متغزلانہ و عاشقانہ معانی ترکیبات کے خوبصورت اِمتزاج کے ساتھ موجود نظر آتی ہے، آپ کی شاعری میں شگفتگیء طبع اور زندہ دِلی کے والہانہ اظہار اور پاکیزہ خیالات کی خوشگوار فضا ہے، عشقِ رسول میں وارفتگی نے الفاظ کو دھنک رنگوں کا پیکر عطا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی کے نعتیہ کلام میں عقیدتیں ندرتِ خیال کا جادو جگاتی ہیں اور ان کے الفاظ گنگناتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ آپ کی نعتوں کی ایک کثیر تعداد ہے جو کہ الفاظ کے مجسم کیف و سرور فرطِ محبت سے دلکشی و تاثیر پیدا کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت علامہ صائم چشتی کا کلام محاسنِ شعری سے مالا مال ہے آپ کے ہاں نعت کا لگاؤ اِس قدر شدید ہے کہ آپ کی زندگی ہی نعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عبارت معلوم ہوتی ہے۔ اِسی کیفیت کو اُنہوں نے کچھ یوں بیان کیا ہے !

بنی ہے ساری خدائی مِرے نبی کے لئے
نبی کی نعت سہارا ہے زندگی کے لئے

منور جذبات اور بلند پروازی نے آپ کے جذبات کو ایک جدّت عطا کی ہے۔ جب ہم علامہ صائم چشتی کی

نعت گوئی کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کے کلام میں جگہ جگہ فنی محاسن اور کمالِ فن کا حقیقی مظاہرہ جذبات کے آبشار کو الفاظِ نغمہ بار سے ہم آہنگ کرنے کا کامیاب انداز نمایاں ہوتا ہے۔

ترنم اور غنائیت

حضرت علامہ صائم چشتی کے نعتیہ کلام میں جا بجا غنائیت اور ترنم کی عمدہ ترین مثالیں ملتی ہیں، آپ کے نعتیہ کلام میں مترنم تراکیب کے چناؤ میں بھی بڑی سلیقہ مندی اور حسنِ احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اِن کی نعت نے کدامنِ صحرا کو سیراب کیا ہے شاعرانہ حسن کاری اور فنی کمالات کا جوہران کی نعت میں نمایاں نظر آتا ہے، ان کی اُردو نعتوں میں غنائیت کے خوبصورت اور پاکیزہ خیالات یوں ہیں ۔

چھلک جاتے ہیں جب آنکھوں کے پیمانے تو پیتا ہوں
وہ آجائیں تو پھر اُن کی نظر سے جام لیتا ہوں

(جلوے)

وہیں وہیں پہ کھلے گا گلستاں وہاں وہاں پہ بہار آئی
جہاں جہاں سے جدھر جدھر سے وہ گذرا جانِ بہار میرا

ہوا کا اِس طرح جھونکا ابھی عنبرفشاں گذرا
کہ جیسے اِس طرف سے ہو مرا جانِ جہاں گذرا

حضرت علامہ صائم چشتی کی نعت گوئی میں جہاں سچی عقیدت کا اثاثہ ہے اور اُن کے اُردو کلام کے ان نمونوں میں ترنم اور غنائیت کی مستی نظر آتی ہے وہاں ان کا پنجابی کلام بھی اِس اَمر کا غماز ہے کہ حسنِ احتیاط ان کی شاعری پر حاوی ہے۔

نادر جاجوی لکھتے ہیں !

جناب صائم چشتی ہوراں موسیقی دی روح نوں پنجابی مستزاد دے الہامی مصرعیاں نال راگ کاری دا رچاؤ وی دِتا اے تے معاصرین نوں مصرعیاں دے مترنم ٹکڑیاں دی جانکاری وی دِتی اے۔

مِرے عملاں دی ناقہ کس طراں منزل تے پہنچے گی

میں جرماں نال بھر لئے نے کچاوے یارسول اللہ

(نوردا چشمہ)

پروفیسر محمد اکرم رضا لکھتے ہیں !

حضرت علامہ صائم چشتی کی اکثر نعتیں مترنم بحروں کے خوبصورت استعمال کا بلند پایہ نمونہ ہیں۔

اکثر نعت گو شعراء جب واردات و کیفیات اور سرمستی سے بھرپور عقیدتوں کے نذرانے اور مسرّت میں ڈوبے ہوئے جذبات کا اظہار کرتے ہیں تو ان کے نعتیہ اشعار میں جو پختگی ، بے ساختگی اور تفکر کی آمیزش نظر آتی ہے وہ ان کے ذہن رساء کے احساسِ جمال اور متنوع خیالات کی بھرپور نمائندگی کرتی ہے، علامہ صائم چشتی کی نعتیہ شاعری بھی اِسی رنگ سخن کا عکس ہے۔

علی اختر کہتے ہیں !

وہ خوشبودار راستوں میں تنہا مسافر تھے ان کی سوچوں کا ہر راستہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولادِ مصطفیٰ کی تعریف وتوصیف کی طرف جاتا تھا وہ شاعر تھے کہ ان کے آسمانِ ذہن سے ہر لفظ نعت نبی کی تسبیح کا دانہ بن کر اُترتا تھا۔

میں بس اپنے تصور سے یہی اِک کام لیتا ہوں
خیالِ مصطفیٰ آئے تو دامن تھام لیتا ہوں

عشقِ محبوب کی ہوں ثبت نہ جن پر مہریں
مثل ذرات وہ اَعمال بکھر جاتے ہیں

حضرت علامہ صائم چشتی ان باکمال لوگوں میں سے ہیں جن کے ہاں سوز و مستی اور وجدان میں بھی مضامینِ نعت کے لئے گہرا شعور اور خیال کی باریکیاں موجود رہتی ہیں۔

پروفیسر محمد اکرم رضا کہتے ہیں!

علامہ صائم چشتی دا شماراَج دے دور وچ نعت کہن والے اوہناں سچی فکر رکھن والے شاعراں وچ ہنداا ے جنہاں اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی ثنا خوانی واسطے وقف کر چھڈی اے۔

شہرِ محبوب کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ صائم چشتی لکھتے ہیں!

دِل وی جھک جاندے نے، جھک جاندے نے سر وی اوتھے
قبلہء اہلِ محبت نوں مدینہ آکھاں

حضرت علامہ صائم چشتی کے نعتیہ کلام کا غالب حصہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں سرشاری اور مدح رسول کی تعریف وتوصیف اوران کی سیرت کو آدابِ شریعت میں ملحوظ رکھ کر فنِ نعت میں سمونا اور نعت کے خوبصورت امتزاج میں ایک حسین اور منفرد و مؤثر کیفیت کو عمدگی سے بیان کرنا یہ ان کے وجدان اور فصیح کلامی، تخیل کی بلندی، تازگی مضمون اور متانتِ انداز کی نمایاں خوبی ہے۔

سیرت نگاری ان کے نعتیہ کلام کا ایک منفرد و ممتاز موضوع ہے ان کے ہاں جذب وکیف اور عقیدت واحترام کا جوتاثر ملتا ہے وہ انہی کا خاصہ ہے۔

نادر جاجوی رقمطراز ہیں!

تخلیقِ نعت کے موقع پر وہ عقیدت ومحبت کو شعر کے سراپا میں شیشہ بند کرتے ہیں فرماتے ہیں!

زندگی آگئی، رونقیں آگئیں باغِ عالم پہ تازہ شباب آگیا
زُلفِ والیل کا دائرہ کھینچ کر شب کے پچھلے پہر آفتاب آگیا

علامہ صائم چشتی کے ہاں ان کے خیالات وجذبات کا بے ساختہ آہنگ سیرت نگاری میں اوراس کا مرکز ومحور مدحِ رسول صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی صورت میں جھلکتا ہے اور تمام شاعری جذبہ وتاثیر میں ڈھلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے

محمود رضا سید لکھتے ہیں!

علامہ صائم چشتی کی حیات حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عبارت تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت وسیرت بیان کرتے ہیں لکھتے ہیں!

والضحیٰ والقمر ہے جبیں آپ کی، حسن والیل زلف عنبریں آپ کی
انکے رخ میں سمٹ کر ہیں سب آگئے جلوے جتنے بھی ہیں رب ستار کے

حضرت علامہ صائم چشتی کی نعتیہ شاعری جہاں مدحت رسول کی حامل ہے وہاں وہ سیرت کے اہم پہلوؤں اور

واقعات کا اظہار بھی دلکش انداز سے کرتے ہیں ان کے قلم سے نکلنے والا ہر حرف ان کی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق ومحبت کا بیان ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی کی نعت کا ہر رنگ قرآن وحدیث کی تلمیحات سے مملو نظر آتا ہے اِسی لئے الفاظ کا چناؤ کرتے وقت اُن کے ہاں آیاتِ قرآنیہ کے حوالے جا بجا نظر آتے ہیں حسنِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ اُن کی شاعری کا حسین ترین پہلو ہے، جب وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے مثل ذات کا تذکرہ کرتے ہیں تو لفظ نور کے موتیوں کی صورت میں نظم ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

تُو شاہِ خوباں تُو جانِ جاناں ہے چہرہ اُم الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گا مثال تیری جواب تیرا

تُو سب سے اوّل تُو سب سے آخر ملا ہے حسنِ دوام تجھ کو
ہے عمر لاکھوں برس کی تیری مگر ہے تازہ شباب تیرا

حضرت علامہ صائم چشتی کی شاعری فنا آشنا نہیں ہوگی کیونکہ اُن کا مذکور زندہ ہے۔

تُو شاہِ خوباں

تُو شاہِ خوباں تُو جانِ جاناں ہے چہرہ اُمّ الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گا مِثال تیری جواب تیرا

تُو سب سے اوّل تُو سب سے آخر مِلا ہے حُسنِ دوَام تجُھ کو
ہے عُمر لاکھوں برس کی تیری مگر ہے تازہ شباب تیرا

ہے کتنا خلقِ عظیم تیرا ہے کتنا لطفِ عمیم تیرا
ہوا نہ جاں کے بھی دُشمنوں پر شہِ دوعالم عتاب تیرا

ہو مُشک و عنبر یا بُوئے جنت نظر میں اُس کی ہیں بے حقیقت
مِلا ہے جس کو مَلا ہے جس نے پسینہ رشکِ گلاب تیرا

میں تیرے حُسنِ بیاں پہ صدقے میں تیری میٹھی زباں پہ صدقے
برنگِ خوشبو دِلوں میں اُترا ہے کتنا دلکش خطاب تیرا

خُدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستّر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طُور لاکھوں جو اِک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

ہے تُو بھی صآئمؔ عجیب انساں جو روزِ محشر سے ہے ہراساں
ارے تُو جن کی ہے نعت پڑھتا وہی تو لیں گے حساب تیرا

جہان سارا سجا ہوا ہے

رسولِ رحمت کے نور سے یہ جہان سارا سجا ہوا ہے
رُخِ محمد کی تازگی سے جہاں کا گلشن کِھلا ہوا ہے

درِ محمد کے سائلوں کو خدا کی رحمت ہے گھیر لیتی
خدا کی رحمت سے کٹ گیا وہ جو اُن کے در سے کٹا ہوا ہے

اُنہیں اندھیروں سے کام کیا ہے اُنہیں جہنم کا خوف کیسا
دِلوں میں عشقِ رسول جن کے رچا ہوا ہے بسا ہوا ہے

کہیں ہے طٰہٰ کہیں ضحیٰ ہے کہیں ہے یٰسیں کہیں ہے نشرح
نبی کی نعتوں سے سارا قرآں سجا پڑا ہے بھرا ہوا ہے

جو گفتگو ہے مِرے نبی کی کلام حق کا وہ بالیقیں ہے
نظام اُن کا کلام اُن کا بچا ہوا ہے تُلا ہوا ہے

جلالِ کسریٰ لرز رہا ہے مِرے محمد کے خادموں سے
یہ اُس کا فاروق جارہا ہے لباس جس کا پھٹا ہوا ہے

اُنہیں کے لطف و کرم سے صآئم ملی ہے اِنسان کو کرامت
اُنہیں کے الطاف سے بشر کا خدا سے رشتہ ملا ہوا ہے

رحمت آپ کی ہوتی نہیں

زندگی ملتی نہیں ہے روشنی ہوتی نہیں
جب تلک طیبہ میں دل کی حاضری ہوتی نہیں

بھر کے دامن ہیں برابر جا رہے در سے گدا
پھر بھی آقا کے خزانوں میں کمی ہوتی نہیں

کملی والے کی محبت میں نہیں سرشار جو
اُس کی ربِّ دو جہاں سے دوستی ہوتی نہیں

دونوں عالم میں کہیں ایسی جگہ کوئی نہیں
جس جگہ سرکار کی جلوہ گری ہوتی نہیں

ہو نہ جس میں تذکرہ سرکار کے اَوصاف کا
نعت کہنا تو کُجا وہ بات بھی ہوتی نہیں

شاہِ عالم کی محبت منزلِ ایمان ہے
دین سے اِس کے علاوہ آگہی ہوتی نہیں

رحمۃً للعالمیں صآئمؔ لقب ہے آپ کا
کون ہے وہ جس پہ رحمت آپ کی ہوتی نہیں

نور برسایا گیا ہے

فلک سے نور برسایا گیا ہے
زمیں کو تاج پہنایا گیا ہے

محمد مصطفیٰ کا نورِ اعظم
حسیں تجسیم میں لایا گیا ہے

مقابل آکے ماہِ آمنہ کے
فلک کا چاند گہنایا گیا ہے

رسولِ پاک کی عظمت کا پرچم
زمانے بھر میں لہرایا گیا ہے

جنا ہر جننے والی نے ہے لڑکا
سبھی پر فضل فرمایا گیا ہے

ہوئی جانِ بہاراں کی ہے آمد
چمن ہر ایک مہکایا گیا ہے

دُرودوں کی سلاموں کی صدا ہے
ترانہ آپ کا گایا گیا ہے

وہی شامل ہے اِس محفل میں صآئم
جسے محفل میں بلوایا گیا ہے

کس طرح اُن کو خدا کہوں

وہ عبدِ رب ہیں کس طرح اُن کو خدا کہوں
یہ بھی غلط کہ اُن کو خدا سے جدا کہوں

مظہر کہوں گا آپ کو خالق کی ذات کا
نورِ خدا کہوں اُنہیں خالِق نُما کہوں

قاسم ، غنی ، کریم ہیں جب آپ کے لقب
حاجت روا کہوں اُنہیں مشکل کشا کہوں

واللیل اُن کی زُلف کو مازاغ چشم کو
میں والضحیٰ کہوں اُنہیں شمس الضحیٰ کہوں

والنجم اُن کی مانگ کو قرآن خُلق کو
اللہ کا ہاتھ ہاتھ میں سرکار کا کہوں

اُسوہ رسولِ پاک کا ہے احسن و جمیل
صُورت کو اُن کی صورتِ ربُّ العلیٰ کہوں

یٰسین جن کو آپ ہے رحمان کہہ رہا
صائمؔ اُنہیں جہان کا میں پیشوا کہوں

کرم حضور کا

کرم حضور کا مجھ کو بچائے رکھتا ہے
گِرے ہوئے کو جہاں میں اُٹھائے رکھتا ہے

مدینہ پاک کی یادوں پہ جان و دل قرباں
مدینہ خون کے آنسو رُلائے رکھتا ہے

مِرے حبیب کا پیارا گلاب سا مکھڑا
چمن چمن کو ہمیشہ سجائے رکھتا ہے

جبھی تو رہتا ہوں مخمور کہ خیال اُن کا
مِرے خیال سے نظریں ملائے رکھتا ہے

کہاں کا سجدہ وقار اُن کے آستانے کا
مِری جبینِ عقیدت جُھکائے رکھتا ہے

مِرے خیالوں میں ہر وقت بس کرم اُن کا

مدینہ پاک کا نقشہ بنائے رکھتا ہے

کبھی تو آئیں کہ رَاہوں میں آپ کا صآئم

بڑے نیاز سے پلکیں بچھائے رکھتا ہے

نعتیں سُنانے کا اِرادہ ہے

مقدّر سو گئے تھے پھر جگانے کا اِرادہ ہے
درِ سرکارِ دوعالم پہ جانے کا اِرادہ ہے

وضو اشکوں سے کر لو اللہ اللہ کی صدا دے لو
اگر سرکار کی نعتیں سُنانے کا اِرادہ ہے

نہ سوچا ہے کبھی طیبہ کی گلیاں چھوڑ جانے کا
نہ سَر سرکار کے دَر سے اُٹھانے کا اِرادہ ہے

سلاموں کے بنا لو ہار کُچھ گجرے دُرودوں کے
اگر سرکار کو گھر میں بلانے کا اِرادہ ہے

گریز اَب کر رہا ہوں خود بخود ہستی کی بستی سے
رہِ محبوب میں خود کو مٹانے کا اِرادہ ہے

پتہ دیتا ہے دُنیا کا یہ نظروں سے گِرا دینا
کہ اَب سرکار کا مجھ کو اُٹھانے کا اِرادہ ہے

مِری سرکار کی رحمت کا مجھ پہ سایہ ہے صآئمؔ
کبھی پورا نہ ہوگا جو زمانے کا اِرادہ ہے

خمدار نبی کے

وَالَّیل جو ہیں گیسوئے خمدار نبی کے
وَالْفَجر کی تفسیر ہیں رُخسار نبی کے

پردے میں حقیقت ہے زمانے سے نبی کی
اَب تک ہیں حجابات میں اَسرار نبی کے

مہتاب میں خورشید میں تاروں کی ضیاء میں
آتے ہیں نظر آنکھ کو اَنوار نبی کے

اَرفع ہے جہاں والوں سے سب آل نبی کی
بَرتر ہیں جہاں والوں سے سب یار نبی کے

وہ اور ہیں مجبور نبی جن کو مِلا ہے
صد شکر کہ ہم بندے ہیں مختار نبی کے

جس جس بھی جگہ سجتی ہیں آقا کی محافل
ہوتے ہیں حقیقت میں وہ دربار نبی کے

مانا کہ خطاکار و گنہگار ہیں صآئم
سائے میں مگر رہتے ہیں غمخوار نبی کے

نظاروں کو ہو سلام مِرا

مدینہ تیرے نظاروں کو ہو سلام مِرا
تِری حسین بہاروں کو ہو سلام مِرا

ثَبیر و ثَور ، صفا ، مروہ و اُحد فاراں
جِبالِ نُور کی غاروں کو ہو سلام مِرا

دیارِ یار میں قربان تیری عظمت پر
تِرے تمام کناروں کو ہو سلام مِرا

جو تیری گود میں لیٹے ہوئے سکون سے ہیں
رسولِ پاک کے یاروں کو ہو سلام مِرا

جو نُور روضۂ انور سے شب کو لیتے ہیں
قمر کو نُور کے تاروں کو ہو سلام مِرا

ہیں ساتھ گنبدِ خضریٰ کے جو درخشندہ
جمالِ عرش مناروں کو ہو سلام مِرا

بقیعِ خلد کی رونق بنے ہیں جو صآئم
بہارِ خُلد مزاروں کو ہو سلام مِرا

سرکارِ دوجہاں کے

نغمے چھڑے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے
عُنواں سجے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

جنت کی ہوں بہاریں طیبہ کے یا نظارے
گلشن کھلے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

ہوں اَنبیاء کہ مُرسل رِضوان یا وَلی ہوں
سائل بنے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

سارے گدا و سائل ، دونوں جہاں میں گلشن
پھولے پَھلے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

آنکھوں میں بھر کے آنسو طیبہ بنا کے منزل
عاشق نکل پڑے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

غارِ حِرا کے ذرّے آنکھوں سے چومو اِن میں
آنسو مِلے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

صآئمؔ کے شعر سُن کر کہتے ہیں عشق والے
نغمے ڈھلے ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

کیسا فیضان ہے

کیسا فیضان ہے دنیا سے یگانہ اُن کا
کوئی سائل کبھی محروم گیا نہ اُن کا

ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بھی ہے بہتر اُن کی
فیض بھی بڑھتا ہے ، بڑھتا ہے خزانہ اُن کا

چند برسوں پہ محیط اُن کی حکومت کب ہے
اَز اَزل تا بہ اَبد سارا زمانہ اُن کا

دُشمنی جن کو ہے سرکار کے گھر والوں سے
حکمِ محبوب سے دوزخ ہے ٹھکانہ اُن کا

جن کی آنکھوں میں نمی رہتی ہے جاتے جاتے
جانا اُن کا ہے مدینے سے ہے آنا اُن کا

اَپنی چند لقمے غذا سیر کریں اَوروں کو
کھانا اُن کا ہے زمانے کو کھلانا اُن کا

سب سے افضل ہے نسب اعلیٰ و بالا اُن کا
سب سے اعلیٰ ہے زمانے میں گھرانا اُن کا

اُن کے دن رات قصیدے نہ پڑھے یہ کیسے
جبکہ صآئم ہے نمک خوار پُرانا اُن کا

نور کے ہَیں سب نظارے

ہوں کلیاں پھول مہر و ماہ تارے
اُنہیں کے نور کے ہَیں سب نظارے

سنورتی کیوں نہ تقدیرِ زمانہ
مِرے آقا نے ہیں گیسو سنوارے

کہا اللہ اکبر جب نبی نے
لرز اُٹھے تھے بُت سارے کے سارے

وِلادت جب ہوئی میرے نبی کی
مَلک حق نے زمیں پر تھے اُتارے

کرے گی حشر میں آقا کی رحمت
گنہگاروں کو بخشش کے اشارے

صحابہ گِرد اُن کے یوں تھے ہوتے
ہوں جیسے چاند کے ہالے میں تارے

مِری سرکار نے ڈُوبے سفینے
نگاہِ لطف سے صآئم اُبھارے

اُن کے قدموں پر فِدا ہوتا گیا

شہرِ محبوبِ خدا کا تذکرہ ہوتا گیا
دردِ دل بڑھتا رہا بڑھ کر سوا ہوتا گیا

آسماں پر جب قدم رکھا مِری سرکار نے
ہر ستارا اُن کے قدموں پر فِدا ہوتا گیا

جان و دل قربان جس نے کردیئے سرکار پر
جانِ جاں ہوتا گیا وہ دِلربا ہوتا گیا

ہر گھڑی پہلی سے اَعلیٰ ہے مِرے محبوب کی
لحظہ لحظہ اُن کا اُونچا مرتبا ہوتا گیا

اَنتَ فِیھِم جب سے خالق نے کہا محبوب کو
سب بروں اَچھوں کا اُس دن سے بھلا ہوتا گیا

جیسے جیسے ہجر کی شب کی سیاہی بڑھ گئی
دِل میں اُن کی یاد کا روشن دِیا ہوتا گیا

مَیں یہاں ہوں دل ہے میرا جانِ جاناں کے حضور
دل سے مَیں اور مجھ سے دل صآئمؔ جدا ہوتا گیا

اشکوں کا مِرے سیلاب تھا

مسجدِ نبوی کا آیا سامنے جب باب تھا
آنکھ پُرنم تھی جگر خوں ناب دل بیتاب تھا

قربتِ محبوب نے بخشا حِرا کو یہ کمال
جس بھی سنگ ریزے کو دیکھا گوہرِ نایاب تھا

خاکِ طیبہ کا مِرے محبوب کے اَنوار سے
ذرّہ ذرّہ رشکِ طور و مظہرِ مہتاب تھا

گنبدِ خضریٰ پہ پڑتے ہی نظر جھکتی گئی
ایک ہی جلوے نے مجھ کو کر دیا سیراب تھا

کیا بتاؤں کس طرح تڑپا تھا میں اُن کے حضور
قلب و جاں کا گوشہ گوشہ بن گیا سِیماب تھا

ایک مدّت تک رہا ہوں جالیوں کے سامنے
اَب تو یوں لگتا ہے جیسے اِک سُہانا خواب تھا

واپسی پر ڈُوبتا جاتا تھا صآئم میرا دل
اِسقدر زوروں پہ اشکوں کا مِرے سیلاب تھا

پردوں میں چھپایا تُو نے

زُلفِ والّیل کو جب رُخ سے اُٹھایا تُو نے
نُورِ مہتاب کو پردوں میں چھپایا تُو نے

یہ بدل جاتا چمن کب سے بیابانوں میں
ہر زمانے میں زمانے کو بچایا تُو نے

حق اَدا تیری اَطاعت کا ہُوا نہ مجھ سے
کام ہر بگڑا ہوا میرا بنایا تُو نے

چاند شق کر دیا لوٹا دیا سورج تُم نے
میرے محبوب ہے مُردوں کو جِلایا تُو نے

ہو کے بے سایا بھی کونین کی سب چیزوں پر
رحمتِ خاص سے کر رکھا ہے سایا تُو نے

راہِ حق تجھ سے ہی پائی ہے تِرے صآئم نے
رنگِ توحید کو ہر دل میں جمایا تُو نے

حَرم دیکھتے ہیں

مدینے کو رشکِ اِرم دیکھتے ہیں
جُھکا سُوئے طیبہ حَرم دیکھتے ہیں

مدینے میں جس سمت اُٹھتیں ہیں نظریں
خدا کا کرم ہی کرم دیکھتے ہیں

جُھکا دیتے عاشق ہیں دل کی جبیں کو
جہاں اُن کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

یہ کہتا تھا واعظ خدا عرش پر ہے
مگر اُس کو طیبہ میں ہم دیکھتے ہیں

محمد کے زورِ بیاں کی بدولت
ہوئے ریزہ ریزہ صنم دیکھتے ہیں

جنہیں مصطفیٰ نے نظر سے پلا دی
کہاں وہ بھلا جامِ جم دیکھتے ہیں

تسلّط ہے صآئمؔ زمانے پہ اُن کا
اُنہیں شاہِ لوح و قلم دیکھتے ہیں

مدینہ میں روئے جاتے ہیں

جبھی تو آ کے مدینہ میں روئے جاتے ہیں
گُنہ کے داغ مدینے میں دھوئے جاتے ہیں

یہی تو ہوتے ہیں منظور اُن کی چوکھٹ پر
جو ہار اشکوں کے ہمدم پروئے جاتے ہیں

بڑا ہی جاگے ہوئے تھے فراق میں اِن کے
اَب اِن کے قدموں میں تا حشر سوئے جاتے ہیں

اُنہیں تلاش نہ کرنا وہ خوش مقدّر ہیں
جو اُن کے شہرِ مقدّس میں کھوئے جاتے ہیں

مِلے گا اُس کا بھی حاصل مدینے میں جا کر
جو بیج دردِ مُسلسل کا بوئے جاتے ہیں

تھا چھوڑا جن کو نبی پاک کے حوالے سے
سفینے اَیسے بھلا کب ڈبوئے جاتے ہیں

مدینہ پاک میں ہوتے ہیں جو عطا صآئم
کہاں وہ درد تہہِ دل سموئے جاتے ہیں

کملی والا مہرباں ہو جائے گا

جس پہ میرا کملی والا مہرباں ہو جائے گا
مہرباں اُس پر خدائے دوجہاں ہو جائے گا

تجھ کو بھی اِذنِ حضوری دیں گے میرے مصطفیٰ
سَیلِ اشک آنکھوں سے تیری جب رواں ہو جائے گا

یاد تو آنے دو طیبہ کی فضا ہمدم مِرے
موسمِ برسات کی صورت سَماں ہو جائے گا

مصطفیٰ کی جب حقیقت کا تصور مل گیا
جلوۂ ذاتِ خدا خود ہی عیاں ہو جائے گا

کب خبر اِس کی فرشتوں کو تھی روزِ ابتداء
آمنہ کا چاند حسنِ لامکاں ہو جائے گا

پہنچ تو لینے دے طیبہ میں مجھے تو ایک بار
ضبط تیرے کا بھی اے دل اِمتحاں ہو جائے گا

مصطفیٰ کی نعت کے صدقے میں صآئم ایک دن
شعر میرا سب کے دل کا ترجماں ہو جائے گا

طیبہ کا سماں اور

جنت کی فضا اور ہے طیبہ کا سماں اور
طیبہ میں نکھر جاتا ہے اَندازِ فُغاں اور

جتنی بھی بڑھی جاتی ہے سرکار کی قربت
ہوتا ہے فزوں دردِ جگر دردِ نہاں اور

محبوب کی گلیوں میں سُکوں جس کو نہیں ہے
حیراں ہوں سُکوں پائے گا وہ جا کے کہاں اور

مظہر ہے حَرَم جس کا وہ طیبہ میں مکیں ہے
منزل کی جگہ اور ہے رہنے کا مکاں اور

جنت سے نزول اُن کا عروج اِن کا جناں ہے
آدم کا جہاں اور محمد کا جہاں اور

اشکوں سے مدینہ میں جگہ دُھلتی ہے جتنی
ہوتے ہیں عیاں آپ کے قدموں کے نشاں اور

لازم تھا بکھر جاتا میں طیبہ کی فضا میں
صائمؔ میں اگر کاٹتا کچھ وقت وہاں اور

ہیں مِلے شائد مِری سرکار سے

ہو رہے ہیں روح و جاں سرشار سے
ہیں مِلے شائد مِری سرکار سے

ہے کرن کوئی جہاں بھی نُور کی
میرے آقا کے ہے وہ اَنوار سے

ہے مہکتا شعر ہر اِک نعت کا
اُن کی زُلفوں کی حسیں مہکار سے

حق کو ثابت ہے کیا محبوب نے
اپنے حسنِ خُلق سے ، کِردار سے

خاکِ طیبہ کا تصور چوم لو
کیوں نظر آتے ہو تُم بیمار سے

مُدّعا اُس کو یقیناً مِل گیا
جس نے مانگا آپ کے دربار سے

اُن کی خوشبو جارہی ہے ہر طرف
اُن کے رَوضہ کے در و دیوار سے

نعت ہوتی ہے نبی کے عشق سے
کام کیا صائمؔ اِسے اَفکار سے

ثانی نہیں میرے نبی کا

ہے جلوہ ہر کہیں میرے نبی کا
کوئی ثانی نہیں میرے نبی کا

ہے گرچہ دُور دَر آنکھوں سے اُن کا
ہے گھر دل کے قریں میرے نبی کا

نظر والوں نے دیکھا جس جگہ بھی
نشاں پایا وہیں میرے نبی کا

زمیں پر ہے سکونت خاص احساں
ہے گھر عرشِ بریں میرے نبی کا

کبھی اِحسان تم بھی تو یہ مانو
ارے اہلِ زمیں میرے نبی کا

خجل ہو جاتے ہیں مہتاب و سورج
ہے رُخ اتنا حسیں میرے نبی کا

کرم کتنا ہے صآئم میرے دل میں
تصُور ہے مکیں میرے نبی کا

یا نبی یا نبی کرم کیجئے

یا نبی یا نبی کرم کیجئے
میرے داتا سخی کرم کیجئے

میرے آقا مِری صدا سُن لیں
مشکلیں ہیں بڑی کرم کیجئے

مُجھ کو حالات نے کیا بے بس
بہرِ مولا علی کرم کیجئے

تِیرگی تِیرگی مِرے ہر سُو
دیں مجھے روشنی کرم کیجئے

میرے مشکل کشا ، کُشا مشکل
ہے کٹھن زندگی کرم کیجئے

میرے دل کی کلی شہِ عالم
ہائے کِھل نہ سکی کرم کیجئے

ہر طرف ہے جفا ستم ہر سُو
جان ہے جا رہی کرم کیجئے

تُو سہارا فقط ہے صآئم کا
ہے کرم کی گھڑی کرم کیجئے

نبی پاک کے دَر پر دیکھے

اُن کے شاہانِ زمانہ نہ برابر دیکھے
جو درِ شاہِ دوعالم پہ گداگر دیکھے

شاہ و سلطان ہوں ، دنیا کے یا دیں کے رہبر
سَب کے سر جھکتے نبی پاک کے دَر پر دیکھے

غوث و اَبدال و قلندر کا وہاں ذکر ہی کیا
مَیں نے محبوب کے طالب ہیں پیمبر دیکھے

جس کو سرکار کی اِمداد و عطا پر شک ہو
وہ کبھی رَوضۂ سرکار پہ جاکر دیکھے

تھے شجر شاہِ دوعالم کی اَطاعت کرتے
کلمہ پڑھتے ہوئے سرکار کا پتھر دیکھے

کُھل گئی ساری فرشتوں پہ بلندی اَپنی
جب سرِ عرشِ علیٰ سیّد و سَرور دیکھے

جس کو بُوجہل نے خود جیسا بشر تھا سمجھا
نگہہِ صدیق اُسے نُور کا پیکر دیکھے

چاند ٹکڑا جبش والے کو کر دے صائمؔ
پیار سے اُس کو اگر مہرِ منور دیکھے

زمانے کی قسمت سنواری گئی

سرِ عرش اُن کی سواری گئی
زمانے کی قسمت سنواری گئی

مدینے کو دیکھا تو دل نے کہا
زمیں پر ہے جنت اُتاری گئی

محمد کے انوار کے عکس سے
ہے دُنیا کی ہر شے نکھاری گئی

جدھر رُخ ہوا میرے محبوب کا
اُسی سمت بادِ بہاری گئی

پلا دی جو آنکھوں سے محبوب نے
نہ اُس کی کبھی بھی خماری گئی

مدینہ خیالوں میں جب آ گیا
سُکوں مِل گیا بیقراری گئی

ہے صآئم اُسے بس خدا جانتا
شبِ ہجر کیسے گذاری گئی

مُجھ پہ کرم یہ خاص ہے

مُجھ پہ کرم یہ خاص ہے اُس بے نیاز کا
راہی مُجھے بنا دیا راہِ حجاز کا

سجدے کے وقت جُھک گیا طیبہ کی سَمت دل
کتنا عجیب ذوق ہے میری نماز کا

اُن کے حضور سب کی ہے گردن جھکی ہوئی
کیا تذکرہ یہاں پہ نشیب و فراز کا

شہرِ رسولِ پاک کی عظمت ہو کیا بیاں
دریا رواں ہے ہر طرف سوز و گداز کا

صبحِ ازل بھی آپ ہیں شامِ اَبد بھی آپ
کیا پوچھتے ہو سلسلہ عمرِ دراز کا

دیکھا تھا جس کو طُور پر جا کر کلیم نے
جلوہ تھا وہ بھی اِک اُسی جلوہ طراز کا

صآئم جہاں میں اور بھی لاکھوں ہیں اہلِ دل
محرم نہیں ہے تُو ہی نَوا ہائے رَاز کا

جنتِ رضواں کہیں جسے

سب انبیاء کا سیّد و سلطاں کہیں جسے
عُنوانِ کائنات کا عُنواں کہیں جسے

ہے وہ محیط و دائرۂ کائنات ہے
اہلِ جہان نُقطۂ امکاں کہیں جسے

اُس کے ہی در پہ خم ہوئی جبریل کی جبیں
سدرہ کے پار عَرش کا مہماں کہیں جسے

لیٹا ہے وہ بچھا کے چٹائی کھجور کی
سُلطانِ خَلق و شاہِ رسولاں کہیں جسے

طیبہ کے نخل نخل میں ظاہر ہے جابجا
رُوحِ بہار و جنتِ رضواں کہیں جسے

ہے وہ فلک پہ نازشِ کُرّوبیاں ہُوا
اہلِ زمیں یہ نُور کا اِنساں کہیں جِسے

صآئم مِرے حضور کی ہے نعت کا بیاں
اِخلاق ہے حضور کا قرآں کہیں جِسے

ساماں تِری رحمت کا

حاوی ہے دو عالم پر ساماں تِری رحمت کا
عُنوان کئی لایا عُنواں تِری رحمت کا

رحمت کا تِری آقا ، محتاج ہے ہر مسکیں
محتاج ہے ہر شاہ و سلطاں تِری رحمت کا

ہو سایۂ رحمت میں ہر ایک کا اَرماں ہے
ہر اِک پہ کرے سایہ اَرماں تِری رحمت کا

اُس اُس کو جہنم سے آزاد کیا حق نے
جس جس نے بھی تھاما ہے داماں تِری رحمت کا

حیطہ ہے دو عالم پر آقا تِری رحمت کا
اِعلان ہے خود کرتا قرآں تِری رحمت کا

قرآن میں خالق نے ہے نُور کہا تُجھ کو
ہے خُوب لکھا پیارے دِیواں تِری رحمت کا

آقا اِسے رحمت کے سائے میں جگہ دینا
صآئم ہے اَزل سے ہی خواہاں تِری رحمت کا

سردار ہیں میرے نبی

پیکرِ انوار ہیں میرے نبی
خُلق کے سردار ہیں میرے نبی

اَنبیاء و مُرسلینِ پاک کے
قافلہ سالار ہیں میرے نبی

کیوں نہ مانگوں آپ سے میں روشنی
نُور کی سرکار ہیں میرے نبی

رَاز دارِ خالقِ لَوح و قلم
مَنبعٔ اَسرار ہیں میرے نبی

جوہر و مقصود و اَصلِ کائنات
سیدِ ابرار ہیں میرے نبی

سب حقائق کی حقیقت آپ ہیں
حسنِ لالہ زار ہیں میرے نبی

زینت و آرائشِ کون و مکاں
نُور ، جلوہ بار ہیں میرے نبی

مانگتا صآئم ہے اُن سے اِس لئے
قاسم و مختار ہیں میرے نبی

مختار کی باتیں کریں

تاجدار و سیّد و سردار کی باتیں کریں
دوجہاں کے مالک و مختار کی باتیں کریں

چھوڑ کر قصّہ جناں کا بھول کر دُنیا کے غم
آج طیبہ کے گل و گلزار کی باتیں کریں

سبز گنبد کی نگاہوں میں سمو کر طلعتیں
مسجدِ سرکار کے مینار کی باتیں کریں

رکھ کے سَر! سرکار کے قدموں پہ جو ہے محوِ خواب
اُس رفیقِ خاص ، یارِ غار کی باتیں کریں

عکس جن پر آج بھی محبوب کا آئے نظر
اُن کے حجرہ کے در و دیوار کی باتیں کریں

ہُوبہو ہے عکس و نقشہ رب کے جو دربار کا
آستانِ نُور اُس دربار کی باتیں کریں

بُغض و کینہ اور حسد سے کر کے صآئمؔ پاک دل
کیا ہی اَچھا ہو کہ مومن پیار کی باتیں کریں

منزلِ دنیٰ

دنیٰ کی منزلوں سے اُدْنُ مِنّی کی صدا آئی
زَہے عزت زہے عظمت زہے اُن کی پذیرائی

ضیاء باری ہے اُن کے نُور کی سُورج میں تاروں میں
فضا عالم کی اُن کی عنبریں زُلفوں نے مہکائی

خوشی اِتنی ملی کہ خود بخود آنکھیں چھلک اُٹھیں
مہکتی مسکراتی جب پیام اُن کا صبا لائی

مِرے محبوب جب تشریف لائے باغِ عالم میں
ہنسے تارے کِھلے گُل ہر کلی گلشن کی مُسکائی

خدا نے قاسمِ نعمت بنایا ہے شہِ دیں کو
زمانے بھر نے ہر نعمت مِرے محبوب سے پائی

گھٹائیں چھا گئیں صآئمؔ جہاں پر فضل و رحمت کی
مِری سرکار نے زُلفِ سجیٰ جس وقت لہرائی

مدینہ کی گدائی کا

عمل ہی کوئی اچھا ہے نہ دعویٰ پارسائی کا
مگر اعزاز ہے مجھ کو مدینہ کی گدائی کا

خداوندِ دوعالم بھی جسے محبوب کہتا ہے
اُسی پر سلسلہ موقوف ہے ہر دِلربائی کا

محمد ﷺ نام ہے جس کا لقب مختار ہے جس کا
وہی حاصِل خدا کا ہے وہی حاکم خدائی کا

جبھی تو اُسوۂ سرکار کو بہتر کہا حق نے
سدا بدلہ بھلائی سے وہ دیتے ہیں برائی کا

غلامانِ محمد کیوں ڈریں روزِ قیامت سے
کہ اُس دن تو ہے جلسہ مصطفیٰ کی رُونمائی کا

مِرے اشکوں کی سُرخی پر نہ ہو حیراں مِرے ہمدم
ابھی تک زخم تازہ ہے مدینے کی جدائی کا

تُو ہے معصوم آقا ! یہ سراپا معصیّت صائمؔ
اَدا کیسے ہو حق اِس سے تِری مدحت سرائی کا

محمد کے در سے

ہے پلتا زمانہ محمد کے در سے
مِلے گا مِلے گا محمد کے در سے

عطا کر دیا اُس کو ربِّ جہاں نے
کسی نے جو مانگا محمد کے در سے

بہشتِ بریں کی طرف صاف سیدھا
نکلتا ہے رستہ محمد کے در سے

اَطاعت نبی کی اطاعت خدا کی
مِلا حق کا جلوہ محمد کے در سے

سعادت ہے مقصود گر تُم کو حج کی
نہیں دُور کعبہ محمد کے در سے

بلا دُور ہوگی اَرے مانگ جا کر
نواسوں کا صدقہ محمد کے در سے

درِ مصطفیٰ ہے شفاعت کا مخزن
کہیں پھر نہ جانا محمد کے در سے

محمد کا در دَر خدا کا ہے صائمؔ
خدا بس ہے ملتا محمد کے در سے

آقا کے حسیں دربار پر

میرے آقا کے حسیں دربار پر
آ رہے اَنوار ہیں اَنوار پر

دو جہاں کی سرفرازی مل گئی
جب سے سر رکھا درِ سرکار پر

رحمتِ حق کا ہمیشہ ہے نزول
مسجدِ آقا کے ہر مینار پر

مثلِ آئینہ چمک جاتی تھی وہ
عکس پڑتا اُن کا جس دیوار پر

پھول سے بھی خوب تر آیا نظر
حسن طیبہ کے عجب تھا خار پر

آپ کے ہیں رکھیئے اپنوں میں سدا
ہم کو نہ چھوڑیں شہا اَغیار پر

سلطنت ہے میرے آقا کی محیط
سب زمانوں اور سب اَدوار پر

میری کشتی پار صائمؔ ہوگئی
تھی نظر طیبہ کے کھیون ہار پر

مِری سرکار آگئے

کُھلنے پہ سارے دہر کے اَسرار آگئے
دُنیا میں جب سے ہیں مِری سرکار آگئے

ہر نظم حسنِ نعت کا عُنوان بن گئی
الفاظ میں جو عشق کے اَنوار آگئے

جب بھی کہیں حضور کا دربار سج گیا
یہ جان لو کہ صاحبِ دربار آگئے

جب بھی درِ اِلٰہ پہ ہوتا ہوں سجدہ ریز
مسجد کے اُن کی سامنے مینار آگئے

آلام میرے جس گھڑی حد سے سِوا ہوئے
مجھ کو بچانے کے لئے غمخوار آگئے

دل میں ترازو تیر تھا ہجر و فراق کا
طوفان جب ہی آنکھ میں ہر بار آگئے

قرآن میں ہے بالیقیں بخشے وہ جائیں گے
اُن کے حضور جو بھی خطاکار آگئے

صائمؔ درِ حبیب سے آئے گا کب پیام
سب سامنے ہیں موت کے آثار آگئے

بہار کا موسم

جہاں میں آتا ہے کم کم بہار کا موسم
مگر ہے طیبہ میں ہر دم بہار کا موسم

دِلاتا یاد ہے طیبہ کے مرغزاروں کی
رُلاتا مُجھ کو ہے پیہم بہار کا موسم

یہ میری آنکھ میں ساون سمیٹ دیتا ہے
ہے موسموں میں تو موسم بہار کا موسم

وہ جس سمے مِرا جانِ بہار آیا تھا
یہی تھا وہ بھی تو ہمدم بہار کا موسم

بہارِ اَرفع و اَعلیٰ ربیع الاوّل ہے
بہارِ اوّل و اَقدم بہار کا موسم

نزولِ رحمتِ عالم ہُوا بہاروں میں
ورُودِ شاہِ دوعالم بہار کا موسم

دُرود پڑھ کے نبی پر گلوں کے چہروں پر
بکھیر دیتا ہے شبنم بہار کا موسم

تڑپنا دل کا نہ صائمؔ ہو کم تو آنکھوں سے
برسنے لگتا ہے چھم چھم بہار کا موسم

طیبہ چھوڑ کر

آگیا ہوں اُن کے در پر سب زمانہ چھوڑ کر
کون اَب جائے یہاں سے اُن کا طیبہ چھوڑ کر

پھر ہمیشہ کے لئے وہ اُن کا قیدی بن گیا
جس بھی قیدی کو مِرے آقا نے دیکھا چھوڑ کر

جس کو بھی اپنے لئے تھا چُن لیا سرکار نے
آگیا سارے جہاں کو لامحالہ چھوڑ کر

ہے کرم کتنا یہ اُن کا ہم غریبوں کے لئے
آگئے جو قدس کے عالم میں رہنا چھوڑ کر

اُن کی عظمت اُن کی رفعت کا تصّور کیا کریں
ہوگئے اُن پر فِدا جو ساری دُنیا چھوڑ کر

کر لیا حیواں کو بھی اپنی محبت میں اَسیر
رحمدل محبوب نے ہرنی کا بچہ چھوڑ کر

ہے فنا کرنا ضروری تو مِرے ربِّ عظیم
مُجھ کو کر دینا فنا آنکھوں کا حلقہ چھوڑ کر

چھوڑ دو اَب میرا پلّا اپنی اپنی راہ لو
اَب کہاں جائے گا صاؔئم اُن کا پلّا چھوڑ کر

مِرے سر پر حضور ہیں

سب حسنِ کائنات کا محور حضور ہیں
مصدر حضور حاصلِ مصدر حضور ہیں

مُجھ کو غموں کی دھوپ کا کچھ بھی نہیں ہے غم
سایا کُناں سدا مِرے سر پر حضور ہیں

یوں تو ہیں انبیاء سبھی حق نے چُنے ہوئے
سب انبیاء سے بہتر و برتر حضور ہیں

جانِ جہاں ہیں وہ مِری جاں کی بھی جان ہیں
دل بھی حضور ہیں مِرے دلبر حضور ہیں

خالق کے پاس بھی نہیں جس کی مثال اب
وہ شاہکارِ خالقِ اکبر حضور ہیں

اُن کے وجودِ پاک سے ہے خاک کو شرف
نورِ خدا ہیں نُور کا پیکر حضور ہیں

صائمؔ جہاں پہ راج ہے میرے حضور کا
مالک جناں کے قاسمِ کوثر حضور ہیں

عشقِ سرکارِ دو عالم

عشقِ سرکارِ دوعالم میں جو گھائل ہوگیا
جلوہ گاہِ خالقِ کونین وہ دل ہوگیا

جس نے کی دل سے اطاعت سرورِ کونین کی
ربِّ دوعالم کے ہاں انسانِ کامل ہوگیا

آگیا طوفاں میں میرے لب پہ جب اسمِ حضور
زیر و بم لہروں کا سارا رشکِ ساحل ہوگیا

آج آیا اِس طرح تھا دل میں طیبہ کا خیال
دل تڑپ کر رہ گیا اور نیم بسمل ہوگیا

جو کوئی سرکار سے اُلجھا بتوں کے نام پر
اُس کا تھا دعوی ٔ باطل عینِ باطل ہوگیا

جس پہ بھی رحمت بھری سرکار نے ڈالی نظر
وہ خداوندِ دوعالم کا تھا قائل ہوگیا

شاعری سمجھوں گا صائمؔ کام میرے آگئی
ایک بھی گر شعر نذرانے کے قابل ہوگیا

رحمت تِرا نام ہے

زِندگی کی حرارت تِرا نام ہے
دوجہانوں کی رحمت تِرا نام ہے

اسمِ اعظم چُھپا ہے تِرے نام میں
حمدِ خالق کی عظمت تِرا نام ہے

کیف و راحت کا مخزن تِرا ذکر ہے
قلبِ مضطر کی راحت تِرا نام ہے

ہادیٔ دوجہاں مہدیٔ ہر زماں
ہر طرح کی ہدایت تِرا نام ہے

تُجھ کو حق نے عطا کی ہیں سب قدرتیں
لائقِ شانِ قُدرت تِرا نام ہے

تُو محمد ہے حامد ہے محمود ہے
حمد کی معنویت تِرا نام ہے

ہونٹ ملتے ہیں صائمؔ تِرے نام سے
قلب و جاں کی حلاوت تِرا نام ہے

گلشن مہک رہے ہیں

طیبہ کی ہوں ہوائیں جھونکے ہوں یا جناں کے
گلشن مہک رہے ہیں سرکارِ دوجہاں کے

اُن کے لبوں کو آکر ہیں چومتے فرشتے
بوسے جو لے رہے ہیں آقا کے آستاں کے

محتاج اِنس و جاں ہیں ، سائل سبھی جہاں ہیں
اللہ کی رحمتوں کے اِس بحرِ بیکراں کے

مَسدود لامکاں کی راہیں تھیں سب اَزل سے
اُن کے لئے کھلے تھے دروازے لامکاں کے

دِیں چابیاں خدا نے کنزِ زمیں کی اُن کو
سب راز ہیں ہوَیدا آقا پہ آسماں کے

اپنے نشاں مٹا دو اُن کے حضور آکر
بے مثل یہ نشاں ہیں بے مثل بے نشاں کے

صائمؔ کو میرے آقا دامن میں بس چھپا لیں
قابل نہیں یہ ہرگز عقبیٰ کے اِمتحاں میں

یاد جب شہرِ نبی کی آگئی

یاد جب شہرِ نبی کی آگئی
رُوح تک میری کو تھی تڑپا گئی

سارا گلشن خوشبو خوشبو ہو گیا
زُلف جب محبوب کی لہرا گئی

مُسکراہٹ دیکھ کر سرکار کی
برق سہمی چاندنی شرما گئی

بہرِ غزوہ جب چلے میرے نبی
رُعب سے ساری زمیں تھرّا گئی

دیکھ کر چہرہ فروزاں آپ کا
کفر کے چہرے پہ زردی چھاگئی

یا نبی بُلوا لیں اب دربار پر
جان حد سے بڑھ کے ہے گھبرا گئی

جب مدینے سے چلی ٹھنڈی ہوا
ہر گلستاں دہر کا مِہکا گئی

نعت کہتے کہتے صآئم رو دیا
اَشکباری یہ خدا کو بھاگئی

مِرا نبی

مِرا نبی کریم ہے
رؤف ہے رحیم ہے

نبی بڑے بڑے ہیں گو
سبھی میں وہ عظیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ شاہِ مُلکِ حُسن ہے
وہ اَحسن و وَسیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

دِکھائی جو ہے آپ نے
وہ راہ مستقیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ نورِ لازوال ہے
وہ جلوۂ قدیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ عقلِ اَوّلین ہے
عقیل ہے فہیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

ہیں اُس پہ ختم نعمتیں
وہ قاسمِ نعیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

بشارتِ مسیح وہ
دُعائے ابراہیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ آلِ اسمٰعیل ہے
وہ رہبرِ کلیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ صاحبِ جمال ہے
حسین ہے جسیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

خدا کے سارے رزق کا
وہ قاسم و قسیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

کھُلا اُسی کے واسطے
وہ ذات کا حَریم ہے
مِرا نبی کریم ہے

تمام علمِ غیب کا
خبیر ہے علیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

جو اُس کے بُغض میں جلا
وہ ہو گیا رجیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ ضامنِ سلامتی
سلام ہے سلیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ تاجدارِ دوجہاں
وہ حاکم و حکیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ حسنِ لامکان ہے
وہ سرور و زَعیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

حرم کا ہے وہ پاسباں
محافظِ حطیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

بڑا ہی بُرد بار ہے
بڑا ہی وہ حلیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ قبلہء جہان ہے
وہ رحمتِ رحیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

وہ صآئمِ حقیر کے
خیال میں مقیم ہے
مِرا نبی کریم ہے

مِرے شہ کا مُجھ پہ کرم ہوگیا

زمانے کا سب دُور غم ہوگیا
مِرے شہ کا مُجھ پہ کرم ہوگیا

قدم جس نے چومے نبی پاک کے
زمانے میں وہ محترم ہوگیا

قدم اُن کے براّق کا جب اُٹھا
تھا سر عرش و کرسی کا خَم ہوگیا

کرم ہے محمد کا نامِ حسیں
مِری لوحِ جاں پر رقم ہوگیا

وہ مقبول درگاہِ حق میں ہوا
جو بندۂ شاہِ اُمم ہو گیا

مٹا جو بھی ہے عشقِ محبوب میں
وہی ذی نشاں ذی حشم ہوگیا

نظر اُن کی صآئم پڑی خار پر
بنا پھول رشکِ اِرَم ہوگیا

نُورِ نبی سے

اُن کا رَواں ہے جام چھلک کر
زَم زَم زَم زَم کوثر کوثر

نُورِ نبی سے چمک رہا ہے
تارا تارا اختر اختر

اُن کی رحمت اُن کی جلالت
گلشن گلشن بر بر بر بر

اُن کے نسب کے لوگ ہیں سارے
بہتر بہتر برتر برتر

آلِ نبی اَولادِ علی ہے
طاہر طاہر ، اَطہر اَطہر

سب دنیا سے ہے طیبہ کا
افضل و اعلیٰ منظر منظر

اُن کی ہیبت سے لرزے تھے
کِسریٰ کِسریٰ قَیصر قَیصر

ایک ہی صآئم اپنی نوا ہے
نعتِ پیمبر نعتِ پیمبر

چہرۂ شمس الضحیٰ

چہرۂ شمس الضحیٰ کی بات کر
آپ کی زُلفِ سجا کی بات کر

گر علاجِ درد و غم ہوتا نہیں
شہرِ خوباں کی ہوا کی بات کر

اشک آنکھوں میں اگر آتے نہیں
پھر حسینؑ کربلا کی بات کر

پھیل جائے گی جہاں میں روشنی
روضۂ بدرالدُّجیٰ کی بات کر

دل اگر بے چین رہتا ہے ترا
مصطفیٰ کی دِلرُبا کی بات کر

کس طرح حکمِ خدا مانا گیا
میرے ہمدم آ ''منیٰ'' کی بات کر

ہاتھ اُٹھتے ہی گھٹا چھا جائے گی
کملی والے کی دُعا کی بات کر

بات گر بنتی نہیں صائمؔ تِری
کر محمد مصطفیٰ کی بات کر

پکارا جب بھی میں نے

زمیں کے فرش پر جس کا ہے جسمِ نازنیں پایا
سریرِ لامکاں پر بھی اُسے مَسند نشیں پایا

پکارا جب بھی میں نے یارسول اللہ اُنْظُرْنَا
قسم اُن کی اُنہیں مَیں نے رگِ جاں سے قریں پایا

اگرچہ ہیں مکیں وہ گنبدِ خضریٰ کی چھاؤں میں
مگر لطف وکرم اُن کا جہاں ڈھونڈا وہیں پایا

خدا نے ہر نبی کو شان دی ہے اَرفع و اعلیٰ
مگر سرکار کو ہی رحمۃً للعالمیں پایا

سلاطینِ زمانہ جس قدر بھی آئے دُنیا میں
سبھی کو سرورِ کونین کے زیرِ نگیں پایا

جو ہے پایا محمد نے جو ہے پایا محمد کا
کسی نے بھی نہیں پایا کسی کا بھی نہیں پایا

مسلسل ہجر میں جن کے مِری آنکھیں برستی تھیں
تھے جو اَشک تو صآئم اُنہیں دل میں مکیں پایا

محمد کا مدینہ چھوڑ کر

زمیں پر عرشِ اَعلیٰ چھوڑ کر آخر کہاں جائیں
محمد کا مدینہ چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

نبی کا پاک روضہ جنت الماویٰ سے بہتر ہے
نبی کا پاک روضہ چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

درِ خیر الوریٰ دربار ہے ربِّ دوعالم کا
یہ دربارِ معلیٰ چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

مِرے محبوب کی گلیاں پنہ گاہِ غریباں ہیں
یہ گلیاں شانِ مولا چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

جسے دیکھو وفا کا پیار کا اُلفت کا پیکر ہے
محبت کی یہ دنیا چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

گنہگاروں پہ واجب طیبہ میں ہو جاتی جنت ہے
بہارِ خُلدِ طیبہ چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

جُھکا رہتا ہے طیبہ کی طرف کعبے کا سر صاؔئم
تو پھر کعبے کا کعبہ چھوڑ کر آخر کہاں جائیں

نُور بھر جاتا ہے

ڈُوب جائے اُن کی جب تنویر میں
نُور بھر جاتا ہے پھر تحریر میں

اُن کا خاکہ خاک کی زَد میں نہیں
کیا بھرو گے رنگ تُم تصویر میں

ظالم و جابر بھی آخِر ہوگئے
قید اُن کے خُلق کی زنجیر میں

وہ بدل سکتے ہیں ہر تقدیر کو
ہاتھ اُن کا ہے ہر اِک تقدیر میں

کوئی بھی سرکار کا ثانی نہیں
عزت و تکریم میں توقیر میں

خاکِ طیبہ کو اُٹھا کر چوم لے
تُجھ کو دلچسپی ہے گر اَکسیر میں

مُجھ کو طیبہ میں بلا کر بخش دیں
بڑھ گیا صآئم ہوں میں تقصیر میں

روضۂ خیرالوریٰ کے سامنے

آگیا وہ کنزِ الطاف و عطا کے سامنے
جو بھی آیا روضۂ خیرالوریٰ کے سامنے

ہر مرض سے مِل گئی بیمار کو فوراً شفا
جو گیا سرکار کے دارالشفاء کے سامنے

ہو گیا خورشیدِ تاباں یا بنا ماہِ منیر
آگیا ذرّہ جو مہرِ انبیاء کے سامنے

گر نہ ہوتے عرش پر سایہ فگن میرے حضور
کون جا سکتا بھلا ربُّ العلیٰ کے سامنے

وقت کے فرعون کا شدّاد کا ہامان کا
دم نکل جاتا تھا میرے مصطفیٰ کے سامنے

چاند ہو بجلی ہو تارے ہوں یا نورِ آفتاب
ماند ہے ہر روشنی نورِ خدا کے سامنے

نافہء آ ہوئے چیں کی ہیچ ہے ساری مہک
شہرِ سرکارِ دوعالم کی ہوا کے سامنے

ہے فقیرِ بے نوا صائمؔ کی بس یہ آرزو
جان دے دوں آپ کے دولت سرا کے سامنے

مِرا محبوب ہی صبحِ اَزل ہے

مِرا محبوب نورِ لَم یَزل ہے
مِرا محبوب ہی صبحِ اَزل ہے

مَیں ہر مشکل بتاتا ہوں اُسی کو
اُسی کے پاس ہر مشکل کا حل ہے

فقط ہے اُس کی رحمت کا سہارا
کوئی دامن میں کب اچھا عمل ہے

رہے معراج میں برسوں فلک پر
مگر گذرا زمیں پر ایک پل ہے

ہیں جب جاتے مدینہ کے مسافر
مِرا دیوانہ دل جاتا مچل ہے

ابھی مانگو ابھی آقا سے لے لو
یہاں پر کوئی وعدہ ہے نہ کل ہے

سُنا لیتا ہوں جب میں نعت اُن کو
گھڑی پل کے لئے جاتا سنبھل ہے

مدینے کے سِوا جاؤں کہاں مَیں
کہاں صؔائم مدینے کا بدل ہے

مصطفیٰ سے دُور کوئی

مصطفیٰ سے دُور کوئی جس قدر ہوتا گیا
مقصدِ انسانیت سے بے خبر ہوتا گیا

جس قدر بھی ذِکر کوئی آپ کا کرتا گیا
اُس قدر ہی نام اُس کا مُشتہر ہوتا گیا

جیسے جیسے اَشک ان کی یاد میں بہتے رہے
ویسے ویسے آہ میں پیدا اَثر ہوتا گیا

پالنے میں اُنگلی اُن کی جس طرف ہوتی گئی
آسماں پر اُس طرف فوراً قمر ہوتا گیا

در ہے ربِّ دوجہاں کا درِ مری سرکار کا
جس نے چھوڑا آپ کا در در بدر ہوتا گیا

دے دیا اِتنا مجھے اپنے کرم سے آپ نے
سلسلہ میری طلب کا مختصر ہوتا گیا

اِقتدارِ مصطفیٰ تسلیم جس نے کر لیا
اِک تسلسل سے وہ صآئم مقتدر ہوتا گیا

عرش پہ مہماں ہونا

جس کو آتا ہے مِرے شاہ پہ قرباں ہونا
اُس کا مشکوک نہیں صاحبِ ایماں ہونا

اِس لئے حق نے بچھائے تھے فلک پر تارے
حق کے محبوب نے تھا عرش پہ مہماں ہونا

صدقے اَحمد کے بنا وجہِ شرف عالم پر
آدمِ طین تِرا صورتِ انساں ہونا

دولتِ اشک جو دی آپ کے غم نے مجھ کو
تھا نجات اپنی کا اِس چیز سے ساماں ہونا

دردِ دل اُن کی عنایت نے دیا ہے مُجھ کو
مَیں نے کب چاہا ہے اِس درد کا درماں ہونا

جن کے صدقے میں رسولوں نے رسالت پائی
اُن کو زیبا ہے شہریارِ رسولاں ہونا

شامل حال جو صائمؔ نہ کرم ہو اُن کا
" بس کہ دشوار ہے ہرکام کا آساں ہونا "

خواب کی تعبیر بھی تھا

اِک بہانہ تو مِرا نالۂ شب گیر بھی تھا
جانا طیبہ کو مِرے خواب کی تعبیر بھی تھا

بارشِ نُور نہ کیوں ہوتی وہاں پر جبکہ
حسنِ تنویر بھی تھا صاحبِ تنویر بھی تھا

ربِّ قادر کی ہے قدرت کی قسم طیبہ میں
شانِ تقدیر بھی اور مالکِ تقدیر بھی تھا

نعت کہنے کا مزہ کیوں نہ وہاں پہ آتا
سامنے جبکہ مِرا حاصلِ تحریر بھی تھا

مِل گئی مُجھ کو مدینے میں سند بخشش کی
گو کہ مجرم بھی تھا میں لائقِ تعزیر بھی تھا

ایک اِک ذرّہ مدینے کا جو دیکھا صآئم
ماہ و انجم بھی تھا اور پارس و اکسیر بھی تھا

سدرہ کی سرحدوں پر

سدرہ کی سرحدوں پر جبریل رہ گیا تھا
اَسریٰ کی شب کا دولہا آگے گذر رہا تھا

آواز آرہی تھی ہر سمت اُدۡنُ مِنِّی
بے جہت لامکاں کا ہر در کھلا ہوا تھا

جس کا کلیم کو تھا فرمان لَن ترانی
بہرِ حبیب اُس نے پردہ اُٹھا دیا تھا

جب حق سے مصطفیٰ کو اِنعام مل رہے تھے
اُمت کی مغفرت کا وعدہ بھی لے لیا تھا

فاوحیٰ عبدہٖ کی مہریں لگی ہوئی ہیں
اللہ ہی جانتا ہے کیا یار سے کہا تھا

جب دائرہ سمٹ کر خود بن گیا تھا نقطہ
دونوں کے درمیاں میں پھر کیسا فاصلہ تھا

اَو اَدنیٰ و دنیٰ کی تفسیر ہے یہ صآئم
آغوشِ کبریا میں محبوبِ کبریا تھا

طیبہ کے گلشن پر

کہاں ایسی پھبن ہے وادیٔ سینا و ایمن پر
بہار آئی ہے تازہ جس طرح طیبہ کے گلشن پر

نکیرو پوچھتے کیا ہو سگِ شاہِ مدینہ ہوں
نمایاں اُن کے پٹے کا نشاں ہے میری گردن پر

محمد ہی محمد اِس کے ہر پہلو پہ کندہ ہے
گِریں گی بجلیاں کیسے مِرے دل کے نشیمن پر

کرے گا کیسے نظّارہ کوئی مَرقد کے جلوؤں کا
ٹھہر سکتی نہیں جبکہ نظر جالی کی چلمن پر

رُخ والفجر کو کیسے میں کہہ دوں چاند جیسا ہے
فدا ہے چاند جبکہ آپ کے قدموں کے دھوون پر

کیا مختار ہے جس کو خدا نے دونوں عالم کا
اُسی سلطانِ عالم کا ہے قبضہ میرے تن من پر

غمِ محبوب میں صآئم رَواں ہیں اِس طرح آنسو
گماں ساون کا ہوتا ہے مِری آنکھوں کے ساون پر

محمد پاک نام اُس کا

ہے دوعالم میں سارا اِنتظام و اِنصرام اُس کا
محیطِ حمد ہے مُطلق محمد پاک نام اُس کا

گماں قرآن کی آیات کا ہوتا ہے لفظوں پر
اگرچہ ہے حدیثِ پاک کہلاتا کلام اُس کا

دُرودِ پاک جو پڑھتا ہے سلطانِ مدینہ پر
اُسے دس بار پہنچاتے ملائک ہیں سلام اُس کا

مقام آئے گا کیسے عقل میں آلِ محمد کا
سلاطینِ جہاں کا جبکہ آقا ہے غلام اُس کا

وہ اپنے دُشمنوں سے خود کبھی بدلہ نہیں لیتا
اَبولہبوں سے خود لیتا ہے خالق اِنتقام اُس کا

ہے اُس کے رحمۃً للعالمیں ہونے کا یہ معنیٰ
کہ ہو سارے جہانوں پر ہمیشہ لطفِ عام اُس کا

نہ کیوں مخلوق ساری میں وہ صآئم محترم ہوگا
کہ جب خالق بھی اُس کا کر رہا ہے اِحترام اُس کا

مصطفیٰ کا در ہے یہ

سرورِ عالم سے کوئی خلق میں برتر نہیں
خَلق میں اعلیٰ نہیں اور خُلق میں بہتر نہیں

دی نہ ہو جس نے خبر میرے رسولِ پاک کی
کوئی بھی ایسا ہوا مبعوث پیغمبر نہیں

جھولیاں بھر بھر کے لے جاؤ یہاں سے سائلو
مصطفیٰ کا در ہے یہ اہلِ جہاں کا در نہیں

ہے محبت شاہِ دیں کی جس کے دل میں جاگزیں
اُس کو روزِ حشر کا کچھ غم نہیں کچھ ڈر نہیں

دولتِ عشقِ نبی سے دامنِ دل ہے بھرا
کیا ہوا دُنیا کا میرے پاس مال و زر نہیں

خشک صحرا کی طرح وِیران ہیں اُن کے قلوب
چشم جن کی سرورِ عالم کے غم میں تر نہیں

جو درِ محبوب پر صآئم فدا ہوتا نہیں
سرفرازی کو پہنچ سکتا کبھی وہ سر نہیں

نبی کی نعت کے عُنوان

نہ جذبوں سے وہ ملتے ہیں نہ فکر و عقلِ انساں سے
نبی کی نعت کے عُنوان ملتے ہیں جو قرآں سے

صدائے اُدن مِنّی کا یہی ہے دلنشیں مطلب
کوئی پردہ کوئی دُوری نہیں خالق کے مہماں سے

ستاروں کی قمر کی روشنی ہے گردِ پا اُس کی
مِلی سورج کو تابانی اُسی مہرِ درخشاں سے

وہ آدم ہوں کہ اِبراہیم ہوں موسیٰ ہوں یا عیسیٰ
سبھی خیرات لیتے ہیں اُسی محبوبِ یزداں سے

جو مہکاتی ہوئی ہے جارہی سارے جہانوں کو
یقیناً یہ ہوا آئی ہے طیبہ کے گلستاں سے

اَمانت ہے یہ میری جان عزرائیل لے لینا
بس اِک لمحہ ٹھہرنا پوچھ لُوں میں جانِ جاناں سے

وہ صآئم کوئی بھی ہے صاحبِ ایماں نہیں ہرگز
نہیں محبوب جس کو سیدِ عالم دل و جاں سے

بات کرتا ہوں

عطا کے گہرے سمندر کی بات کرتا ہوں
نبی کے فیضِ مکرر کی بات کرتا ہوں

میں بات کر کے رسولوں پہ حق کی رحمت کی
تمام نبیوں کے افسر کی بات کرتا ہوں

خدا نے تیغِ فتحنا تھی کی عطا جس کو
اُسی کے خالد و حیدر کی بات کرتا ہوں

فقیہہِ شہر کی باتیں ہیں دل ہلانے کی
فقط میں شافعٔ محشر کی بات کرتا ہوں

رسولِ پاک کی عظمت کی بات ہوتی ہے
میں جب جہان کے جوہر کی بات کرتا ہوں

جو پیاس ہجر میں بڑھتی ہے میری آنکھوں کی
اَدب سے ساقی کوثر کی بات کرتا ہوں

اَندھیرے بڑھتے ہیں صآئمؔ نصیب کے جب بھی
نبی کے رُوئے منور کی بات کرتا ہوں

رُوحِ حرَم کہوں

لطف و عطا کہوں اُنہیں شانِ کرم کہوں
حسنِ ازل کہوں اُنہیں نورِ قِدم کہوں

جھکتے قلوب جبکہ ہیں اُن کے حضور میں
کیوں نہ درِ حضور کو رُوحِ حرَم کہوں

لوح و قلم پہ آپ کا کہہ دوں میں اِختیار
یا آپ ہی کو اَصل میں لوح و قلم کہوں

رشکِ جناں ہے روضہ رسولِ کریم کا
اُن کی گلی کو نقشۂ باغِ اِرم کہوں

سب انبیاء سے محتشم اُن کی ہی ذات ہے
سب انبیاء سے آپ کو میں محتشم کہوں

صائمؔ ظہور اُن کا ہے ہر اِک مکان میں
مَیں لامکاں کو آپ کے زیرِ قدم کہوں

ذکر کرتے جا رہے ہیں

نبی کا ذکر کرتے جا رہے ہیں
دِلوں میں نُور بھرتے جا رہے ہیں

اُدھر رحمت برستی جا رہی ہے
جدھر سے وہ گذرتے جا رہے ہیں

سبھی الفاظ میرے مصطفیٰ کے
ہر اِک دل میں اُترتے جا رہے ہیں

جدھر سرکار کی اُٹھتیں ہیں نظریں
اُدھر اِنساں سنورتے جا رہے ہیں

شبِ معراج میں راہوں میں اُن کی
ستارے سے بکھرتے جا رہے ہیں

درِ سرکارِ دوعالم پہ عاشق
سنبھل کر ڈرتے ڈرتے جارہے ہیں

حسینی فکر زندہ ہور رہی ہے
یزیدی اَب بھی مرتے جارہے ہیں

نبی کی نعت کے الفاظ صآئم
دلوں میں کیف بھرتے جا رہے ہیں

آستانِ مصطفیٰ

رحمتِ حق کا نشاں ہے آستانِ مصطفیٰ
دارِ حق دارالاماں ہے آستانِ مصطفیٰ

آستانِ مصطفیٰ پر خم فرشتوں کے ہیں سر
سجدہ گاہِ قدسیاں ہے آستانِ مصطفیٰ

ربِّ اکرم کے کرم کا رحمتوں کا فضل کا
ایک بحرِ بیکراں ہے آستانِ مصطفیٰ

آستاں جس کا ہے سب کونین کی اُمید گہہ
اُس خدا کا آستاں ہے آستانِ مصطفیٰ

باغِ جنت کی ہے جنت جلوہ گہ سرکار کی
آسماں کا آسماں ہے آستانِ مصطفیٰ

ہیں شعائر اور بھی خالق کے پر سب سے بڑا
دونوں عالم میں نشاں ہے آستانِ مصطفیٰ

وہ زمیں کا خطہ عرشِ اعلیٰ سے ہے اعلیٰ تر
جس جگہ جلوہ فشاں ہے آستانِ مصطفیٰ

لامکاں پر جس کے صنّاعِ ہو رہے ہیں تذکرے
اس کا اِک اعلیٰ مکاں ہے آستانِ مصطفیٰ

مِری سرکار کی محفل سجی ہے

جو بارش ہو رہی انوار کی ہے
مِری سرکار کی محفل سجی ہے

غلاموں کو جو سینے سے لگائے
کہاں تاریخ میں اَیسا نبی ہے

جو ہے مہکی ہوئی یہ ساری محفل
ہوا شہرِ نبی کی آ رہی ہے

نہ اِک بھی اُمتی دوزخ میں جائے
یہی محبوب میرے کی خوشی ہے

جو رہ دکھلائی ہے مرے نبی نے
اسی میں آدمی کی بہتری ہے

ہیں سب اَدیانِ عالم راہِ ظلمت
نبی کا دیں سراپا روشنی ہے

اِمامت اُس کو عالم کی مِلی ہے
بنا جو مصطفیٰ کا مقتدی ہے

برستے جارہے ہیں اشک صآئم
نبی کی نعت ہوتی جارہی ہے

لیا نامِ محمد

لیا نامِ محمد مصطفیٰ تو روشنی کرلی
اُجالوں سے مزین اِس طرح تیرہ شبی کرلی

خدا سے دوستی کا یہ بھی اِک انداز ہوتا ہے
نبی کے دوستوں کے دوستوں سے دوستی کرلی

کبھی اَشکوں کے ساون نے غبارِ دل کو دھو ڈالا
کبھی یادوں سے اُن کی دُور دل کی بے کلی کرلی

وہ کتنا خوش مقدر تھا کہ جس نے رات بھر رو کر
سحر ہوتے ہی قسمت میں مدینے کی گلی کرلی

مِرے محبوب کے قدموں پہ جس نے رکھ دیا سر کو
سمجھ لو اُس نے پیدا خود میں شانِ سروری کرلی

فدا کی جان جس نے آپ کی حرمت بچانے کو
ہے اُس نے موت بھی اپنی دوامی زندگی کرلی

نرالی ایک کیفیت ہوئی حاصل مِرے دِل کو
جو پوری نعت صآئم نے نبی مختار کی کرلی

مجھ پہ یہ کرم کتنا

ہر طور مخالف یہ زمانے کی ہوا ہے
محبوب مِرا حال مگر دیکھ رہا ہے

مدحت کے لئے اپنی مجھے آپ چنا ہے
مجھ پہ یہ کرم کتنا مِرے شہ نے کیا ہے

حق نے ہے اُنہیں مالک و مختار بنایا
جس کو بھی مِلا اُن کی عنایت سے مِلا ہے

کیسے میں جُدا جان سے کر سکتا ہوں اس کو
یہ درد مدینے کی محبت نے دیا ہے

مائل ہو نظر کیسے کسی اور کی جانب
دل میں تو مِرے آپ کا دربار سجا ہے

کوئی بھی سوالی ہو کسی حال میں آیا
ہر ایک کے دامن کو مِرے شہ نے بھرا ہے

پر میرے شکستہ ہیں انہیں زور عطا کر
اے شاہِ عرب زور تِرا زورِ خدا ہے

صآئم کو کسی جور کا کچھ خوف نہیں ہے
گردن میں شہا تیری غلامی کا پٹا ہے

مدینے کی بستی

مدینے کی بستی درخشاں درخشاں
مدینے کی گلیاں فروزاں فروزاں

شجر جھومتے ہیں کھجوروں کے ہر سُو
بپا چاروں جانب ہے جشنِ بہاراں

اُحد کے چمکتے ہوئے سنگریزے
چُنی جیسے فطرت نے تاروں کی اَفشاں

نظر آتا ہر سمت جلوہ فگن ہے
مِرا مہرِ انور ، مِرا ماہِ تاباں

تمنائیں بر آرہی ہیں سبھی کی
ہے سب ہی کی بخشش کا موجود ساماں

مِرے کملی والے کا دربار عالی
غموں کا مداوا ہے دردوں کا درماں

کوئی ہچکیاں لے رہا ہے مسلسل
کسی کی ہے آنکھوں میں اشکوں کا طوفاں

دِکھا پھر سے صائمؔ کو یارب مدینہ
مِرے دل کا پھر پورا فرما دے اَرماں

اُن کا طیبہ منزل منزل

اُن کا طیبہ منزل منزل
اُن کی کشتی ساحل ساحل

ذکرِ محمد مجلس مجلس
یادِ محمد محفل محفل

اُن کی نعتوں کے شیدائی
بیدم بیدمؔ بیدل بیدلؔ

قَیس اور لیلیٰ اُن کے شیدا
صِحرا صِحرا محمل محمل

اُن کی جالی کی چلمن ہے
جھلمل جھلمل ، جھلمل جھلمل

وہ اِک پل میں دُور ہیں کرتے
زحمت زحمت مشکل مشکل

جھولی بھر بھر لے جاتا ہے
اُن کے در کا سائل سائل

اُن کے منگتوں میں ہیں صآئم
اکمل اکمل کامل کامل

محفل سجی ہے

جہاں تک زندگی ہے روشنی ہے
مِرے محبوب کی جلوہ گری ہے

زمیں ہو آسماں ہو یا کہ جنت
رسولِ پاک کی محفل سجی ہے

جہاں جھکتی ہے گردن قدسیوں کی
محمد مصطفیٰ کی وہ گلی ہے

خدا کا بن گیا عبدِ مقرب
نظر آقا کی جس پر پڑ گئی ہے

سوالی جو بھی آیا اُس کی جھولی
مدینہ کے شہنشہ نے بھری ہے

غلامی مل گئی جس کو نبی کی
اُسے ہر غم سے آزادی ملی ہے

فضا میں بھر گئیں جو مستیاں ہیں
گھٹا رحمت کی طیبہ سے اُٹھی ہے

یہ سارا نعت کا ہے فیض صائمؔ
مِرے سر جو ہر مشکل ٹلی ہے

سرکار کے منگتے

اَسرار جو قرآن کے سرکار نے کھولے
پتھر کے صنم آپ کی تصدیق میں بولے

شاہانِ زمانہ بھی ہیں سرکار کے منگتے
بَردے ہیں نبی اُن کے تو رِضوان ہیں گولے

مقصود ہے گر روضۂ آقا کی زیارت
ہدیۓ کے لئے اشک تو پلکوں میں پرو لے

دربار محمد کا ہی دربارِ خدا ہے
سرکار کے دربار سے جو لینا ہے سو لے

گر دل کو بنانا ہے مِرے شہ کا مدینہ
پھر دل سے کہو خود کو ذرا اشکوں سے دھو لے

سرکار کی رحمت کا پتہ تب ہی چلے گا
جب خُلد میں جائیں گے سِیہ کاروں کے ٹولے

ہو جائے گا منظورِ نظر ربِ عُلا کا
مقبول مِرے شہ کی نگاہوں میں تو ہو لے

چھٹ جائیں گے بادل یہ تِرے غم کے اے صآئم
اب یادِ مدینہ میں تُو دل کھول کے رو لے

تاجدارِ انبیاء پر ہوں دُرود

تاجدارِ انبیاء پر ہوں دُرود
رحمتِ رب العلیٰ پر ہوں دُرود

نورِ ربِ لم یزل پر ہوں سلام
صاحبِ جود و سخا پر ہوں دُرود

عاصیوں کے اُس سہارے پر سلام
ہادی و نور ھدیٰ پر ہوں دُرود

اُس شفیعِ مجرماں پر ہوں سلام
اُس رسولِ بے خطا پر ہوں دُرود

اُس مِرے محبوب پر لاکھوں سلام
اُس مِرے مشکل کشا پر ہوں دُرود

تاج جس کے سر پہ ہے لَولاک کا
اُس شہِ ہر دوسرا پر ہوں دُرود

مہرِ عالمتاب پر لاکھوں سلام
عکسِ ذاتِ کبریا پر ہوں دُرود

صآئمِ ناچیز کا اُس پر سلام
ذُوالکرم پر ذُوالعطا پر ہوں دُرود

نظارے مِل رہے تھے

نظر سے جب نظارے مِل رہے تھے
مِری آنکھوں کو تارے مِل رہے تھے

میں نظّاروں میں گُم سا ہوگیا تھا
مگر جو دیکھتے تھے ، دیکھتے تھے

بس اِتنا ہوش ہے گنبد کے اُوپر
برستے اَبر پیہم نور کے تھے

وہ آنسو بڑھ گئے قیمت میں مُجھ سے
جو گِر کر خاکِ طیبہ میں مِلے تھے

کرم کی بھیک پیہم بٹ رہی تھی
خزانے میرے آقا کے کھلے تھے

مِری سرکار کے جلوؤں کے قائم
زمیں سے آسماں تک سلسلے تھے

عطا سے سرورِ عالم کی صآئم
مُرادوں سے سبھی دامن بھرے تھے

نعت کہتا ہوں

غمِ حضور ستائے تو نعت کہتا ہوں
قرار دل کو نہ آئے تو نعت کہتا ہوں

جگر کے خون میں ڈُوبا ہوا کوئی آنسو
ٹھہر جو پلکوں پہ جائے تو نعت کہتا ہوں

خیالِ یار میں گر جاؤں جب میں قدموں پر
کوئی نہ آکے اُٹھائے تو نعت کہتا ہوں

جمالِ گنبدِ خضریٰ کی روشنی آکر
رہِ مدینہ دکھائے تو نعت کہتا ہوں

نہ جب جفائے زمانہ کے مجھ کو گھیرے سے
کوئی بھی آکے چھڑائے تو نعت کہتا ہوں

بڑھے ہی آتے ہیں جب بھی حیات کی جانب
خیالِ موت کے سائے تو نعت کہتا ہوں

بغیر نعتِ محمد کے چین میں صآئم
رہا نہ مجھ سے جو جائے تو نعت کہتا ہوں

جلوے یاد آتے ہیں

مدینے پاک کی دلکش کہانی یاد آتی ہے
غلاموں پر نبی کی مہربانی یاد آتی ہے

جمالِ گنبد خضریٰ کے جلوے یاد آتے ہیں
فضا طیبہ کی نورانی سہانی یاد آتی ہے

وہ رونا زائروں کا سامنے جالی کی چلمن کے
درِ محبوب کی اِک اِک نشانی یاد آتی ہے

وہ خوشبوؤں بھرے کھانے وہ اُلفت پیش کرنے میں
وہ جیرانِ نبی کی میزبانی یاد آتی ہے

تڑپ کر زائروں کا آہیں بھرنا خوں رُلاتا ہے
سماں رونے کا اشکوں کی روانی یاد آتی ہے

بُرے خوابوں سے بھی محفوظ دل رہتے ہیں طیبہ میں
دلوں پر مصطفیٰ کی حکمرانی یاد آتی ہے

جھکائے سر ندامت سے کھڑا صآئم تھا روضے پر
حیاء سے آنکھ ہوتی پانی پانی یاد آتی ہے